ایران اور اسلام کی ثقافت کو برصغیر پاک و ہند منتقل کرنے میں سید علی ہمدانی کا کردار اور ظلم کے خلاف قیام

ڈاکٹر رضا مصطفوی سبزواری

عیب است بزرگ برکشیدن خودرا   وز جملۂ خلق برگزیدن خودرا

از مردمک دیدہ بباید آموخت   دیدنی ھمہ کس راوندیدن خودرا

(سید علی ہمدانی) [1]

میر علی سید علی ہمدانی بارہ رجب ۷۱۴ھ ق بروز پیر (ایران کے شہر) ہمدان میں پیدا ہوئے۔[2] آپ ۷۳۴ھ تا ۷۵۳ھ اسلامی ممالک اور گرد و نواح کی سیر و سیاحت میں مشغول رہے۔ پھر آپ واپس ہمدان لوٹ آئے اور تبلیغی امور کی انجام دہی میں مصروف ہو گئے۔ ۷۶۰ھ میں ختلان [3] (جس کا موجودہ نام کولاب ہے) شہر کی طرف ہجرت کی اور ساتھ ہی اپنے دو با اعتماد دوستوں کو اسلام کی تبلیغ کے لیے کشمیر روانہ کیا۔ ۷۷۳ھ میں ماوراالنہر میں امیر تیمور سے ملاقات کی اور اسے ہدایت و نصیحت کے ذریعے خونریزی سے باز آنے کی تلقین کی۔ امیر تیمور نے سید کو قتل کی دھمکی دی۔[4] جس کے نتیجے میں ۷۷۴ھ [5] میں سید علی ہمدانی نے سادات کے ایک گروہ سمیت کشمیر کی طرف ہجرت کی۔[6] آپ کی تاریخ وفات چھ ذوالحجہ ۷۸۶ھ بروز بدھ بتلائی گئی ہے۔[7] آپ کے مریدان ارادتمند آپ کا جسد خاکی ختلان (تاجکستان) لے گئے۔ [8] سید علی کو برصغیر اور ختلان میں ایران اور اسلام کی ثقافت اور فارسی زبان و ادب کے بانیوں میں سب سے قد آور اور مؤثر شخصیت قرار دیا جانا چاہیے۔ آپ نے کشمیر اور ختلان میں مدارس اور خانقاہوں کی تعمیر کے ذریعے ایرانی ثقافت کو پورے علاقے میں رائج کر دیا۔ خانقاہ معلیٰ یا مسجد شاہ ہمدان اور سید علی کی تعلیم و تدریس کی جگہ اپنے مخصوص طرز تعمیر کے ساتھ ابھی تک سری نگر کشمیر اور دریائے جہلم کے کنارے باقی ہے۔ [9]

پہلے ختلان اور پھر کشمیر میں لائبریری بنائی اور اپنی تمام کتابیں وہاں منتقل کر دیں اور یہ جو تحریر کیا گیا ہے کہ:
سلطان قطب الدین ''جو بذات خود شاعر بھی تھا اور فارسی زبان وادب کا دلدادہ اور ایک بڑے تعلیمی ادارے کا بانی بھی، نے کشمیر میں آپ کی لائبریری کا دورہ کیا اور دونوں مقامات پر ایک مخصوص لائبریرین بنام سید محمد قاضی کو متعین کیا اور اسی طرح سید کی وفات کے بعد ملا احمد نامی فرد نے کتابخانے کے امور سنبھالے'' سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ سید علی کے کتابخانے میں موضوعات اور تعداد کے اعتبار سے گرانقدر کتابیں موجود تھیں جنھوں نے سلطان کی توجہ اپنی جانب مبذول کروائی اور یہی کتابیں ایران اور اسلام کی ثقافت کو منتقل کرنے میں نہایت مؤثر ثابت ہوئیں۔ [10]

کشمیر کے سلاطین وقت یعنی سلطان شہاب الدین (۷۵۵۔۷۷۵ھ) اور اس کا بھائی سلطان قطب الدین (۷۷۵۔۷۹۶ھ) اس گرانمایہ ایرانی شخصیت کا خصوصی احترام کرتے تھے اور چونکہ ''عوام اپنے حکمرانوں کے دین کے پیروکار ہوتے ہیں'' لہذا عوام الناس بھی سید علی کو نہایت قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور چونکہ سید علی ایک ایرانی کی حیثیت سے مشہور تھے لہذا لوگ ایرانی تہذیب وثقافت کو بھی قدر کی نگاہوں سے دیکھنے لگے۔

سلاطین کشمیر کے دلوں میں سید علی کا مقام ومرتبہ باعث بنا کہ آپ انہیں کھل کر رشد وہدایت کر سکیں اور وہ بھی آپ کی پند ونصائح کو قبول کریں۔ اس طرح ایرانی ثقافت ایران سے باہر دور دراز علاقوں تک پھیل گئی۔ قدیم مؤرخین نے اسے باقاعدہ ''حکمت عملی'' قرار دیا ہے۔ [11] آپؒ نے اپنی مشہور ترین کتاب ''تذکرۃ الملوک'' میں حکومت اور حکمرانی کی دس شرائط تحریر کی ہیں۔ آپ کی یہ کتاب مدتوں تک برصغیر خصوصاً کشمیر میں درسی کتاب کے طور پر پڑھائی جاتی رہی ہے۔ [12] آپ حکومت اور حکمرانی کے بارے میں فرماتے ہیں:

''پہلی شرط یہ ہے کہ جب کوئی واقعہ رونما ہو، بادشاہ اور حاکم خود کو اس واقعہ میں رعایا کی مانند اور کسی دوسرے کو خود پر حکمران تصور کرے اور پھر دیکھے کہ جس حکم کو اپنے لیے بطور رعایا جائز نہیں سمجھتا اسے بطور حکمران بھی

رعایا کے لیے روا نہ سمجھے'' ۔ [۱۳] اور چوتھی شرط میں یوں رقم طراز ہیں:

(حکمران) وہ جو حکم دیتے ہوئے اچھا انداز اپنائے اور بلاوجہ لہجے میں سختی پیدا نہ کرے اور (لوگوں کی) بحث و تکرار سے رنجیدہ خاطر نہ ہو اور غرباء و مساکین سے بات کرتے ہوئے شرمندگی محسوس نہ کرے''۔ [۱۴]

نویں شرط میں حکمرانوں کو سفارشات پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں:

(حاکم) نائبین کی خیانت اور عمال کے ظلم و ستم سے غافل نہ رہے کسی درندہ صفت فرد کو مظلوم رعایا پر مسلط نہ کرے اور اگر عمال میں سے کوئی ایک ظلم و خیانت کا مرتکب ہو تو اس کا سخت مؤاخذہ کرے تاکہ دوسروں کے لیے باعث عبرت ٹھہرے اور حکومت میں کسی سستی اور لاپرواہی کا مظاہرہ نہ کرے۔ [۱۵]

سید علی ہمدانی اپنی دیگر کتابوں اور رسالوں میں کہ جن کی مجموعی تعداد ایک سو دس بتائی گئی ہے [۱۶] جگہ جگہ ایرانی ثقافت خصوصاً مسلمان ایرانی معاشرے کے اخلاقی، تربیتی اور بنیادی انسانی پہلوؤں کے مبلغ نظر آتے ہیں:

اپنی سادہ و سلیس نثری کتاب ''فتوت نامہ'' میں لکھتے ہیں:

''پیارے بھائی! اچھے اخلاق اور پسندیدہ خصائل سے خود کو مزین کرو تاکہ بوڑھوں کو احترام، جوانوں کو نصیحت، بچوں کو شفقت، کمزوروں کو رحمت، درویشوں کو بذل و سخاوت، علماء کو عزت و تکریم، ظالموں کو سزا، فاجروں کو توہین، عوام کو نیکی و مروت، حق کو مدد و نصرت، نفس کو جنگ و مقاومت اور لوگوں کو صلح و آشتی،۔۔۔ نصیب ہو، نیز لوگوں کی جفا پر تحمل، مصائب و مشکلات کے وقت صبر اور امید کی حالت میں شاکر رہو، اپنے عیبوں کے عارف بنو اور دوسروں کے عیبوں کے ذکر سے پرہیز کرو۔۔۔'' [۱۷]

پورے برصغیر اور دیگر تمام علاقوں کے سفر کے دوران سید علی نے دین اسلام کی تبلیغ کے فریضے کو بطریق احسن نبھایا۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ ہندو اور بدھ مذاہب سے تعلق رکھنے والے ۳۷ ہزار افراد نے دیوانہ وار آپ اور

آپ کے تربیت یافتہ ساتھیوں کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا۔آپ کے ان تبلیغی ساتھیوں کے نام کتاب ''خزینۃ الاصفیا'' میں درج ہیں۔ [۱۸]

سیدؒ نہ فقط فارسی کتب کو ختلان اور کشمیر منتقل کرنے میں کامیاب ہوئے بلکہ علامہ اقبالؒ کے بقول حیرت انگیز اور پسندیدہ فنون اور علم وصنعت کی ترویج کے ذریعے خطہ کشمیر سے ''ایران صغیر'' پیدا کیا۔ [۱۹] اور ایران کے بعض فنون اور صنعتوں مثلاً قالین بانی، ٹوپی سازی وغیرہ کے فن کو برصغیر منتقل کیا۔ [۲۰]

سید علی کے اخلاق وکردار نیز بحیثیت ایرانی مسلمان اعلیٰ اخلاقی وانسانی تربیت کی خدمات کی وجہ سے کشمیر کے عوام آپ کو اس قدر چاہتے تھے کہ آپ کو ''امیر کبیر''، ''علی ثانی''، ''شاہ ہمدان''، ''حواری کشمیر'' کے القاب سے پکارنے لگے اور یہ بھی لکھا گیا ہے کہ:

''آج بھی ان کی وعظ وتدریس کی جگہ کو عزت واحترام سے دیکھا جاتا ہے۔جس جگہ بیٹھ کر آپ وعظ و نصیحت فرماتے تھے وہاں مسلمانان کشمیر نے یادگار تعمیر کردی ہے اور اس جگہ کی زیارت کے لیے آتے ہیں۔عاشورا کے دن جب حضرت امام حسین علیہ السلام کے عزاداروں کے ماتمی جلوس وہاں سے گذرتے ہیں تو احتراماً اپنے پرچموں کو نیچے کر لیتے ہیں۔اس بزرگ سید کا روحانی مقام لوگوں کے دلوں میں اس قدر زیادہ ہے کہ کشمیر کے دریاؤں میں کشتیاں کھینے والے ملاح جب تھک جاتے ہیں تو اس بزرگ سید کی روح سے مدد طلب کرتے ہوئے فریاد کرتے ہیں:

یا شاہ ہمدان [۲۱]

سید علی ظلم کے خلاف ڈٹ جاتے اور سماجی برائیوں کے خلاف غیر متزلزل رویہ اپناتے اور حکام اور سلاطین وقت کو ہمیشہ دینی وانسانی قوانین کی پیروی اور عدل وانصاف کے قیام کی نصیحت کرتے تھے۔کشمیر کے بادشاہ سلطان قطب الدین کو خط لکھتے ہوئے خط کا آغاز یوں کیا:

''حضرت سلطان اصلح اللہ شأنہ

میری مخلصانہ دعائیں آپ کے لیے مخصوص ہیں۔ خدا انہیں قبول فرمائے''۔ اور پھر عنوان کے بعد لکھا۔

اے عزیز۔۔۔ اگر دینداری وہ ہے جو صحابہ کرامؓ اور تابعین میں تھی اور مسلمانی وہ جو قرن اول کے مسلمانوں میں تھی تو پھر ہماری حالت یہ ہے کہ بھیڑیئے اور مے فروش بھی ہم سے شرمندہ ہیں۔ اور احمق یہودی ہماری اس مسلمانی سے پرکاہ کے برابر بھی خوفزدہ نہیں ہیں''۔ اور پھر سلطان کو خطاب کرتے ہوئے کہا:

''اے عزیز! حرام نہ کھا اور کمزوروں کو محروم نہ رکھ''۔ ۲۲

سید خط کے ذریعے بادشاہوں کو خبردار کرتے ہیں کہ بروز قیامت عوام الناس سے نماز اور دیگر فرائض بارے پوچھا جائے گا لیکن حکمرانوں اور بادشاہوں سے ان کے فیصلوں اور عدل وانصاف بارے سوال ہو گا۔ سید علی کے مجموعۂ خطوط سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ امراء وسلاطین و حکام وقت کو رشد و ہدایت کرنا آپ کا ہدف تھا اور اسی سے اندازہ ہوتا ہے کہ سید کس قدر بے باک، نڈر اور ظلم کے خلاف قیام کرنے والے تھے۔ سلطان غیاث الدین کے نام خط میں لکھتے ہیں:

''آج فتنہ پرداز جاہلوں کا حال سب پر عیاں ہو چکا ہے۔ وہ تکبر اور بے حیائی پر کمر بستہ ہیں۔ وہ ہرگز یہ جرأت نہ رکھتے تھے مگر یہ کہ انہیں آپ کی حمایت حاصل ہو۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ اس شہر کے رہنے والے میرے ساتھ وہی سلوک کریں جو یزید نے حضرت امام حسینؑ علیہ السلام سے کیا تو پھر میرے لیے بہت آسان ہے کہ میں ان جفاؤں کو اپنے لیے سعادت سمجھوں۔ اس بندہ حقیر نے بارگاہ احدیت وصمدیت میں عہد کیا ہے کہ اگر پوری زمین پر آگ لگ جائے اور آسمان سے تلواریں برسنے لگیں تو بھی حق کو نہیں چھپائے گا اور کسی فانی مصلحت کے لیے دین کو دنیا کے بدلے نہیں بیچے گا''۔ ۲۳

ایک اور خط میں سلطان علاؤ الدین کو لکھتے ہیں:

''حاکم اور بادشاہ پر واجب ہے کہ عہدۂ حکومت کو اپنے لیے ایک خطرہ تصور کرے اور بندگان خدا کے حقوق کی ادائیگی کو آسان نہ سمجھے اور پسندیدہ و ناپسندیدہ نتائج پر پریشان نہ ہو۔۔۔''۔ [24]

سید اپنے تعلیمی و تبلیغی مقاصد کے حصول کے لیے خون آشام خطرات کے مقابل دیدہ دلیری سے اٹھ کھڑے ہوتے اور کبھی بھی قیام و مبارزہ سے دستبردار نہ ہوتے۔ جب امیر تیمور کے حکم پر سید علی کو اس کے روبرو حاضر کیا گیا، چونکہ امیر تیمور نے سن رکھا تھا کہ سید کبھی بھی کعبہ شریف کی طرف پشت کر کے نہیں بیٹھتے، تو اس نے عمداً سید کو کعبہ کی طرف پشت کر کے بٹھایا اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تو کبھی کعبہ کو پشت کر کے نہیں بیٹھتا، پس آج کعبہ کو طرف پشت کر کے کیسے بیٹھے ہو؟ سید نے کہا: ''جو بھی تمہاری طرف منہ کرے گا بے شک وہ کعبہ کو پس پشت ڈالے گا''۔ [25] تیمور نے کہا: میں نے سنا ہے کہ حکومت کے حصول کے لیے جدو جہد کر رہے ہو؟ سید نے کہا: ''مجھے دو جہان کی پروا نہیں،۔۔۔، ایک دفعہ خواب میں سلطنت کے بارے میں دیکھا کہ ایک لنگڑا کتا آیا اور اسے بھنبھوڑ ڈالا۔ ہم نے اپنی توجہ آخرت کی طرف کر لی ہے۔ ہم دنیا کے طالب نہیں ہیں، تم خاطر جمع رکھو''۔ [26]

سید علی ایک نقاد، مجاہد اور ستم ستیز ہیں اور اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ:

از سیل چو کو سر مگردان   سیلی خوروری بر مگردان

خاک تو شدہ جہان ہستی   چون خاک مکن جہان پرستی [27]

صرف حکمران اور بادشاہ سید کے اعتراض و تنقید کا نشانہ نہ بنتے تھے بلکہ ریا کار اور دنیا طلب علماء بھی تنقید سے بچ نہ پاتے۔ علماء کے فضائل میں لکھی گئی اپنی ایک مختصر کتاب میں ''فی علماء الدین'' میں یوں رقم طراز ہیں:

حقیقی علماء وہی ہیں کہ جن کا ظاہر و باطن ایک جیسا ہے نہ کہ وہ گروہ جس نے تھوڑی بہت آگاہی حاصل کر

لی ہے اور دنیا طلبی اور سیا کاری میں محو و غرق ہے''۔ [۲۸]

سید علی نے اپنے عرفانی اشعار کے ذریعے ارباب ذوق و اہل معرفت کے دل جیت لیے ہیں۔ آپ کے اشعار کو عارفانہ افکار کی تبلیغ کا دوسرا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ آپ کی غزلوں کے مجموعے کو ''چہل اسرار'' یا ''گلشن اسرار'' کا نام دیا گیا ہے اور آپ کا تخلص ''علی ثانی'' یا ''علائی'' ہے۔ اگرچہ آپ کی غزل، قصیدے اور رباعی کی صورت میں ہم تک پہنچنے والے اشعار پانچ سو سے زائد نہیں ہیں، پھر بھی یہ مختصر تعداد اس زمانے کے معاشرے کی اصلاح اور رہنمائی کے لیے بہت مؤثر ٹھہری۔ سید اپنے درونی جذبات اور روحانی کیفیات لطیف اشعار کے جامے میں اپنے سننے والوں کو منتقل کر دیتے ہیں۔ [۲۹]

ارباب ذوق در غم تو آرمیدہ اند   از شادی و نعیم دو عالم رمیدہ اند

اور یا

راحت ار خواہی بیا با درد او ہمراز شو   دولت از جویی بر و در عشق او جانباز شو

حوالہ جات

۱۔ ر۔ک: نسخہ خطی شمارہ ۲ کتاب خانہ ملک بہ نقل مجلہ شمارہ ۸، آبان ماہ، ۱۳۴۳ص ۳۲۹، نیز: احوال و آثار سید علی ہمدانی تالیف دکتر محمد ریاض از انتشارات مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان: ج دوم ص ۴۸۱۔

۲۔ عبارت: ''رحمتہ اللہ'' را بہ حروف ابجد تاریخ ولادت او دانستہ اند: ر۔ک: کشیر (kashir) یک تالیف غلام محی الدین صوفی (انگلیسی) ج لاہور ۱۹۴۹ء، ص ۸۰۔

۳۔ ولایتی از بدخشاں در ماوراء النھر نزدیک سمرقند کہ امروزہ ''کولاب'' نام دارد و جزو تاجیکستان است۔

۴۔ مأخذ شمارۂ (۲) ج یک، ص ۸۴۔

۵۔ در مورد مھاجرت سید بہ کشمیر مادہ تاریخ زیر در کتابھای تاریخ کشمیر نقل گردیدہ است:

میر سید علی شاہ ہمدان   سیر اقلیم سبعہ کردنکر

شد مشرف ز مقدمش کشمیر   اہل آن شہر راہدایت جو

سال تاریخ مقدم اورا یابی از ((مقدم شریف)) او

۶۔ علت مہاجرت سید را میرزا اکمل الدین کامل بیک بدخشانی بہ نقل دکتر محمد ریاض چنین بہ نظم آوردہ:

گرنہ تیمور شور وشر کردی کسی امیر این طرف گذر کردی

۷۔ در کتاب (نقش پارسی بر احجار ہند) تالیف استاد علی اصغر حکمت رباعی زیر بہ عنوان مادہ تاریخ فوت سید آمدہ کہ مؤید تاریخ بالاست:

حضرت شاہ ہمدان کریم آیہ رحمت ز کلام قدیم

گفت دم آخر و تاریخ شد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ر۔ک: مآخذ یادشدہ، چ ایران سوسایتی، کلکتہ ۱۳۳۶ شمسی (۱۹۵۷م) ص ۴۶۔

۸۔ ر۔ک: تحالیف الابرار ص ۲۳، نیز نفحات الانس جامی از انتشارات کتاب فروشی محمودی بہ تصحیح مہدی، توحید پور، ص ۸۔۴۴۷۔

۹۔ (تمام این بنا از قطعات چوب ضخیم و مکعب است کہ بر روی ہم مانند خشت نصب کردہ اند و در وسط آن بنا تالار وسیعی مربعی قرار دارد و گویند آنجاست کہ میر سید علی نماز می گزاردہ) ر۔ک: نقش پارسی بر احجار ہند ص ۴۵۔

۱۰۔ ر۔ک: واقعات کشمیر ص ۴۳۔

۱۱۔ ر۔ک: اخلاق ناصری تالیف خواجہ نصیر طوسی بہ تصحیح استاد مجتبی مینوی و علیرضا حیدری۔ انتشارات خوارزمی ۱۳۵۶۔ تھران۔

۱۲۔ ر۔ک: کشمیر ج، یک ص ۹۱۔

۱۳۔ تذکرۃ الملوک: از انتشارات دانشگاہ تبریز، آبان، ۱۳۵۸ ص ۲۵۳۔

۱۴۔ مآخذ اخیر ص ۲۰۴۔

۱۵۔ مآخذ اخیر ص ۲۵۸۔

۱۶۔ تحالیف لابرار ج یک: کتابھا و رسالہ ھای سید را صد و ھفتاد دانستہ است۔

۱۷۔ فتوت نامہ بہ تصحیح محمد ریاض خان استاد دانشگاہ پنجاب بہ نقل مجلہ معارف اسلامی شمارہ ۱۱ خرداد ماہ ۱۳۴۹ ص، ۳۷۔

۱۸۔ ر۔ک: ج ۲ آن کتاب ص ۲۰۹۔۲۰۷۔

۱۹۔ علامہ اقبال لاہوری می گوید:

سید آن کشور مینو نظیر میر و درویش و سلاطین را مشیر

جملہ را آن شاہ دریا آستین داد علم وصنعت وتھذیب ودین

آفرید آن مرد ایران صغیر باہنرھای غریب ودلپذیر

(دیوان اقبال، انتشارات نگاہ۔ تھران۔۱۳۶۲۔ص ۳۹۳)

۲۰۔ تحالیف الابرار ص ۲۳۔

۲۱۔ ر۔ک: مجلّہ معارف اسلامی شمارۂ ۵ فروردین ۴۷ ص ۷۶۔

۲۲۔ ر۔ک: مجلّۂ دانشکدہ ادبیات وعلوم انسانی دانشگاہ تھران شمارہ ھای ۸۱ و ۸۴ سال ۱۳۵۴، مکتوبات میر سید علی ھمدانی، نیز احوال وآثار میر سید علی ص ۱۲۱ بہ بعد۔

۲۳۔ مأخذ اخیر ص ۱۲۳۔

۲۴۔ مأخذ اخیر ص ۱۲۴۔

۲۵۔ مأخذ اخیر ص ۱۴۱۔۴۰۔

۲۶۔ مأخذ اخیر ص ۴۱۔

۲۷۔ مأخذ اخیر ص ۳۰۸۔

۲۸۔ مأخذ اخیر رسالہ (فی علماء الدین) ص ۱۸۹۔

۲۹۔ ر۔ک: احوال وآثار واشعار ص ۲۲۰۔

۳۰۔ مأخذ اخیر وھمان صفحہ۔

پارہ ای مآخذ مقالہ

۱۔ ذخیرۃ الملوک تالیف میر سید علی ہمدانی بہ تصحیح دکتر انواری۔ انتشارات دانشگاہ تبریز، آبان ۱۳۵۸۔

۲۔ دیوان اقبال لاھوری، انتشارات نگاہ، تھران چاپ دوم ۱۳۶۲۔

۳۔ نقش پارسی براحجار ہند (مجموعہ کتبہ ھا وخطوط فارسی کہ در ادوار مختلف بر لوح سنگھای ہندوستان نگاشتہ شدہ است) گرد آوردۂ استاد علی اصغر حکمت، چ کلکتہ (ایران سوسایتی) ۱۳۳۶ شمسی۔

۴۔ احوال وآثار واشعار میر سید علی ہمدانی (باشش رسالۂ او) از دکتر محمد ریاض چ دوم۔ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان بھار، ۱۳۷۰۔

۵۔ سرزمین ہند نگارش علی اصغر حکمت، تھران ۱۳۳۷ شمسی، دانشگاہ تھران۔

۶۔ تاریخ نظم ونثر در ایران ودر زبان فارسی، استاد سعید نفیسی، انتشارات فروغی، تھران ۱۳۶۳۔

۷۔ نفحات الانس من حضرات القدس تألیف مولانا عبدالرحمٰن جامی بہ تصحیح مهدی توحیدی پور، از انتشارات کتاب فروشی محمودی ۱۳۳۶ شمسی۔

۸۔ مجلّہ یغما دورہ ھای مختلف از جملہ سال ۱۳۳۰ شمارہ ھای ۶ و ۸۔

۹۔ مجلّہ معارف اسلامی۔ دورہ ھا وشمارہ ہای مختلف از جملہ شمارہ ھای ۵۔ ۶۔ ۱۱۔ ۱۳۔ ۲۳۔

۱۰۔ مجلّہ دانشکدہ ادبیات وعلوم انسانی دانشگاہ تھران شمارہ ھا ودورہ ھای مختلف۔

۱۱۔ مجلّہ ارمغان، سال دھم ((ادبیات وھندوستان)) سعید نفیسی۔

۱۲۔ تحالیف الابرار چ ہند۔

۱۳۔ کشیر (Kashir) تالیف دکتر غلام محی الدین صوفی (انگلیسی) چ لاہور ۱۹۴۹ء۔

۱۴۔ اخلاق ناصری تالیف خواجہ نصیر طوسی بہ تصحیح استاد مجتبی مینوی وعلیرضا حیدری، انتشارات خوارزمی ۱۳۵۶، تھران۔

۱۵۔ فتوت نامہ، میر سید علی ہمدانی بہ تصحیح محمد ریاض خان استاد دانشگاہ پنجاب۔

۱۶۔ تاریخ کشمیر History of Kashmir تالیف دکتر راضیہ بانو، چ ۱۹۹۱ء، دھلی۔

۱۷۔ تحقیق ماللھند تصنیف ابوریحان بیرونی ترجمہ منوچھر صدوقی سھا، موسسہ مطالعات وتحقیقات فرہنگی شمارہ ۵۲۱۔

۱۸۔ خزینۃ الصفیاء ھند۔

۱۹ واقعات کشمیر۔